Priceless examples of Rahmatul-ul-Alamin and Wahdat Ummah

رحمۃ اللعالمین اور وحدت امت کے انمول نمونے

***Syed Hamid Ali Shah**
Ph.D Scholar, University of Karachi
Email: shrazvi3@gmail.com
** Sayed Munawar Ali Shah
M.Phil Scholar, Shah AbdulLatif University,
Khairpur
E.mail: smunawarshah110@mail.com

Abstract

Allah has created humankind to live in collective life. its not possible to get successful life by living an individual life. That is why Allah has expolerd the rules and regulation of collective life by the Qur'an and Sunnah. Hurmony and unity is the most important teaching of Islam for collective life. Because the success of every country evens a success of small family, depends on their unity. That is why all kinds of, differences and disunity, cause the extermination and annihilation of collective life.
By taking in mind the growth of population in modern age, it is natural to have geographical, linguistic, religious, intellectual as well as ideological division and differences between them۔
The only way of salvation from these kinds of divisions and difficulties, is the teachings of the Holy Qur'an and the Sunnah of the Holy Prophet. Because in his Pak Sira Tayyaba, we have found lot of unperallabe examples of unity. The awareness and acquaintance of these lofty and unperallabe examples of unities of holy prophet (SAW),can erased all of these chaos, extremism, discord from the surface of our the society and the good qualities like moderation, courage, justice and patience may take its place.

The holy prophet was introduced as a role model in the holy Qur'an, that's way in this article, the lofty and unique example of unity which is found in the practical life of the holy prophet (peace be upon him) will be explain in three section.

1. The lofty examples of unity of holy prophet before his prophecy.
2. The lofty examples of the unity of the holy prophet which took place between Muslims and non-Muslims.After his prophecy.
3. The lofty examples of the unity which took place between Muslims After his prophecy.

In this era the causes of regional, intellectual, political, ideological, and linguistic, divisions and differences between the Muslim Ummah are increasing every day.so, it is responsibility of the Muslim intellectuals and scholars to try their best for inviting the innocent people towards the unity by explaining the Sira Tayyaba and struggle to put the ideology of one nation into their practical life. So that the future of Islamic ommah will be bright as was in the past.

Key Words: Behsath, Uswah Hasna, Mufassir, Halfal Fuzul, Dawath

مقدمہ

انسان کی زندگی دو اہم انفرادی اور اجتماعی پہلوؤں پر مشتمل ہے۔ انسان ان دونوں طرح کی زندگی گزارنے پر مجبور ہے۔ کوئی بھی انسان انفرادی زندگی گزارتے ہوئے کامیاب نہیں ہو سکتا ہے بلکہ کامیاب ہونے کے لیے اسے جتماعی زندگی کی بھی ضرورت پڑتی ہے۔ اسی طرح فقط اجتماعی زندگی میں مگن رہے تو یہ بھی کفایت نہیں کرتا بلکہ انفرادی اور اجتماعی زندگی دونوں کی طرف توجہ دینا ضروری ہے۔ اگر چہ ان دو طرح کی زندگیوں کی اپنی جگہ بڑی اہمیت ہے تاہم اجتماعی زندگی اس جہت سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے کہ اس کے فائدے اور نقصانات معاشرے کے دوسرے افراد تک سرایت کر سکتے ہیں۔ لہذا اجتماعی زندگی گزارنے کے قواعد وضوابط کی رعایت انتہائی ضروری ہے۔ جس طرح انفرادی زندگی کے اپنے کچھ قواعد ہوتے ہیں اسی طرح اجتماعی زندگی کے بھی کچھ قواعد و اصول ہیں۔ وحدت, اجتماعی زندگی کے ایک اہم ترین اصل ہے۔ بلکہ اجتماعی زندگی کے دیگر تمام اصولوں کی بنیاد اسی وحدت پر ہے۔

اجتماعی زندگی کا انحصار ہمیشہ وحدت پر ہے وحدت کے بغیر کسی بھی معاشرے میں امن و سکون، باہمی احترام، محبت و بھائی چارگی وغیرہ وجود میں نہیں آسکتی اور نہ کوئی بھی قوم اتفاق اور وحدت کے بغیر ترقی کی راہ پر کامزن ہو سکتی ہے۔

قرآن کریم، پیغمبر اسلام ﷺ کو اسوۃ حسنہ قرار دیتا ہے۔ انسان کو کامیابی آپ کے نقش قدم پر چلنے سے ہی ملی گی جہاں آپ کی انفرادی زندگی انسانوں کے لیے نمونہ عمل ہے وہاں آپ کی اجتماعی زندگی کے اسلوب بھی قابل تقلید ہے۔ پیغمبر مکرم اسلام ﷺ کی زندگی کی سیاسی اور معاشرتی نمونوں میں سے ایک اہمترین نمونہ انسانوں کے مابین وحدت اور بھائی چارگی کی فضا قائم کرنا ہے۔ آپ ﷺ نے

اسلام کی آمد سے پہلے اور اس کے بعد کے ادوار میں وحدت کی طرف دعوت دیتے رہے ہیں۔ لہذا پیامبر ﷺ کی جانب سے وحدت کے حصول کے لیے انجام دے جانے والے کارناموں کو اجاگر کرنا وقت کی انتہائی ضرورت ہے۔ کیونکہ معاشرے میں رائج جاہلانہ تعصبات اور کینہ ورزیوں کا خاتمہ آپ ﷺ کی سیرت طیبہ ہی سے ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے عرب و عجم اور گورے و کالے جیسے مذموم تصورات کو وحدت اسلامی کے پرچم تلے اکھٹے کئے۔

لہذا اس مقالہ میں آپ ﷺ کی وحدت کی بے مثال نمونوں کو تین حصوں میں بیان کیے جائیں گے۔

1۔ بعثت سے پہلے کے ادوار اور وحدت کے نمونے۔

2۔ بعثت کے بعد کے ادوار کی وحدت کے وہ نمونے جو مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین وجود میں آئے۔

3۔ بعثت کے بعد امت اسلامیہ کی وحدت کے لیے کیے گئے نمونے۔ کلیدی الفاظ: وحدت، پیغمبر، اسلام، نمونے، کامیاب

وحدت کا مفہوم

وحدت کا تصور، قرآن کریم نے دیا ہے ۔ جسے حضور اکرم ﷺ نے اپنی سیرت طیبہ سے دکھایا ہے۔ یہاں یہ دیکھنا ضروری ہے کہ وحدت کسے کہتے ہیں۔ وحدت کا اصل معنی و مفہوم کیا ہے؟ کیا قرآن کی نظر میں وحدت مکمل طور پر ہم فکری ہونے یا کسی خاص عقیدے کے حامل ہونے کو کیا جاتا ہے؟ یا وحدت کا معنی کچھ اور ہے؟ ان سؤالوں کے جواب کے لیے وحدت کا معنی لغوی، معنی اصطلاحی اور قرآن کے وحدت کے تصور سے آشنائی بہت ضروری ہے۔

1۔ لغت میں وحدت کا معنی

وحدت ایک عربی لفظ ہے۔ جس کا مادہ (و، ح، د) ہے۔ لفظ وحدت ادبی اعتبار سے ثلاثی مجرد کے باب "وحد" کا مصدر ہے۔ راغب اصفہانی کہتے ہیں اکیلا اور تنہائی کو وحدت کہا جاتا ہے۔ اسی لیے جس چیز کا کوئی جزو نہ ہو اس کو واحد کہلاتا ہے۔1 الصحاح نے بھی اسی طرح معنی کیا ہے۔ " رایتہ وحدہ" یعنی میں نے اسے اکیلا دیکھا۔2

2۔ اصطلاح میں وحدت کا معنی

کسی چیز کی وہ صفت جو تقسیم نہ ہوتی ہو۔ اگر اسی صفت کی وجہ سے وہ چیز تقسیم نہ ہوتی ہو تو اسے حقیقی وحدت کہا جاتا ہے۔ اگر وہ چیز اس صفت کے سوا کسی اور جہت سے تقسیم ہوتی ہو تو اسے وحدت غیر حقیقی کہا جاتا ہے۔3

حکماء کے نزدیک ایک چیز کا دوسری چیز میں تبدیل ہونے کو وحدت کہا جاتا ہے جیسے پانی کا ہوا میں تبدیل ہو جانا یا وہ چیز کسی دوسری چیز میں مل جائے ترکیب ہو جائے تو اسے وحدت کہا جاتا ہے۔4

فقیہ، متکلم اور مفسر قرآن فخر رازی فرماتے ہیں: وحدت امت سے مراد دین میں وحدت ہے اور دین سے مراد وہ اصول ہیں جن پر سارے ادیان کے ماننے والے اعتقاد رکھتے ہیں۔5

اسی طرح فقیہ، عارف، مجتہد، ادیب اور مفسر کاشف الغطا وحدت اسلامی کی یوں تعریف کرتے ہیں۔ وحدت صرف الفاظ اور اقوال کی حد تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ ایک ملکوتی صفت ہے جو انسان کی روح اور خون میں رواں ہوتی ہے۔ وحدت سے مراد یہ ہے کہ امت مسلمہ ایک دوسرے کے منافع میں

شریک ہوں ایک دوسرے کیساتھ عدل و انصاف سے پیش آئے ایک حقیقی بھائی کی مانند ایک دوسرے کے اسلامی حقوق کی رعایت کی جائے۔[6]

پس وحدت کے لغوی معنی اور اصطلاحی معنی کے تناظر میں یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ اپنے دین اور مذہب پر رہتے ہوئے دوسری ملت اور مکتب کے مشترکہ اصول اور عقائد کی حمایت کرنا اور مشترکہ دشمن کے مقابلہ میں متحد ہونے کے علاوہ باہمی روابط، اخوت و برادری، تحمل و برداشت اور محبت کو فروغ دینے کا نام وحدت ہے۔

3۔ قرآن میں وحدت کا تصور

قرآن کریم کی متعدد آیات میں انسانوں کو خاص طور پر مسلمانوں کو وحدت کی دعوت دی ہے۔اس دعوت کو مختلف انداز میں بیان کیا گیا ہے۔اگرچہ اس وحدت کی دعوت کو کبھی حبل اللہ سے تمسک کرنے سے تعبیر کی ہے۔جیسا کہ رب العزت کا ارشاد ہے- وَ اعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعاً وَ لا تَفَرَّقُوا وَ اذْكُرُوا نِعْمَتَ اللَّهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْداءً فَأَلَّفَ بَيْنَ قُلُوبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهِ إِخْواناً وَ كُنْتُمْ عَلى شَفا حُفْرَةٍ مِنَ النَّارِ فَأَنْقَذَكُمْ مِنْها كَذلِكَ يُبَيِّنُ اللَّهُ لَكُمْ آياتِهِ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ[7]

اللہ تعالیٰ کی رسی کو سب ملکر مضبوط تھام لو اور پھوٹ نہ ڈالو اور اللہ تعالیٰ کی اس وقت کی نعمت کو یاد کرو جب تم ایک دوسرے کے دشمن تھے تو اس نے تمہارے دلوں میں الفت ڈال دی پس تم اس کی مہربانی سے بھائی بھائی ہو گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پہنچ چکے تھے تو اس نے تمہیں بچا لیا اللہ تعالیٰ اسی طرح تمہارے لئے اپنی نشانیاں بیان کرتا ہے تاکہ تم ہدایت پاؤ۔

کھ ی امت واحدہ کا نظری ہ دی تے ہوئے وحدت ک ی طرف دعوت دی ا ہے ج ی سا کہ اللہ تعال ی فرماتا ہے: وَإِنَّ هَٰذِهِ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُونِ۔[8] یقیناً تمہارا یہ دین ایک ہی دین ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں، پس تم مجھ سے ڈرتے رہو۔

اور کبھی باہمی محبت کی اہمیت کو بیان کرتے ہوئے وحدت کی طرف دعوت دیا ہے جیسا کہ ارشاد ہو رہا ہے۔

إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ فَأَصْلِحُوا بَيْنَ أَخَوَيْكُمْ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُونَ [9] (یاد رکھو) سارے مسلمان بھائی بھائی ہیں پس اپنے دو بھائیوں میں ملاپ کرا دیا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

کبھی مسلمان کی باہمی محبت، دوستی اور آپس میں رحمدل ہونے کو بیان کرتے ہوئے وحدت کی طرف توجہ مبذول کیا ہے جیسا کہ اللہ تعال ی فرماتا ہے۔ مُّحَمَّدٌ رَّسُولُ اللَّهِ ۚ وَالَّذِينَ مَعَهُ أَشِدَّاءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَاءُ بَيْنَهُمْ [10] محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں کافروں پر سخت ہیں آپس میں رحمدل ہیں۔

اسی طرح "تفسیر فہم القرآن" میں قرآن کا نظریہ وحدت کو بہترین انداز میں بیان کیا ہے سورۃ النساء کی ابتدائی آیات میں اللہ تعالی اپنی وحدانیت کو بیان کرنے کے بعد تمام انسانوں کو وحدت انسانی کا درس دیتا ہے یہ بتاتے ہوئے کہ تم سب کا خالق ایک ہے اور سب کا رب بھی ایک ہے تم سب در حقیقت ایک ہی خاندان کے ہیں یعنی سب کو حضرت آدم اور حضرت حوا سے پیدا کیا ہے اور یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔[11]

تفسیر ترجمان القرآن میں اس آیہ مجیدہ " أَمِ اتَّخَذُوا مِن دُونِهِ آلِهَةً ۖ قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ ۖ هَٰذَا ذِكْرُ مَن مَّعِيَ وَذِكْرُ مَن قَبْلِي ۗ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ الْحَقَّ ۖ فَهُم مُّعْرِضُونَ "[12] کیایاان لوگوں نے اللہ کے سوااور معبود بنار کھے ہیں، ان سے کہہ دو۔ لاؤ اپنی دلیل پیش کرو۔ یہ ہے میرے ساتھ والوں کی کتاب اور مجھ سے اگلوں کی دلیل بات یہ ہے کہ ان میں اکثر لوگ حق کو نہیں جانتے اسی وجہ سے منہ موڑے ہوئے ہیں۔" میں جو استدلال اللہ تعالی نے بیان فرمایاہے انہوں نے اسے وحدت ادیان کے استدلال کی سب سے بہت بڑی دلیل قرار دیاہے۔13

اس طرح کی بہت سی آیات ایسی ہیں جن میں وحدت ایجاد کرنے کے لیے خدا پر ایمان، باہمی اخوت و بھائی چارگی اور رحمدلی جیسی صفات کو وحدت کے اسباب قرار دیاہے جن سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآنی تعلیمات میں وحدت کی بہت تاکید ہوئی ہے۔ اسلام نے وحدت کو نہ صرف مسلمانوں کی ایک اہم ضرورت قرار دیاہے بلکہ یہ اصول کسی بھی قوم وملت کی سرفرازی کا محور قرار دیاہے۔

پیامبر اکرم ﷺ نے ان آیات پر عمل کرکے بہترین نمونے پیش کی ہیں اسی وجہ سے آپ کی سیرت طیبہ میں سماجی اور اجتماعی اصول کے بہترین نمونے ملتے ہیں۔ جہاں آپ ﷺ نے مسلمانوں کے مابین اتحاد اور وحدت کو ایجاد کیاوہاں آپ ﷺ مدینہ میں پائے جانے والے مختلف اقوام کو ایک دوسرے کیساتھ قریب کرنے کے علاوہ وہاں کے مسلمانوں اور یہودیوں کو بھی ایک سمت پر لانے کی جدوجہد کی۔ اس معاشرے میں پائے جانے والے قومی، حزبی، قبیلی جیسے ہر طرح کے تعصبات ، افراتفری اور اختلافات کو جڑ سے اکھاڑ کر باہمی وحدت کے حامل ایک مہذب معاشرے کو متعارف کیا۔لہذا آپ

ﷺ کی سیرت طیبہ میں قدم قدم پر وحدت اور اتحاد کا درس ملتے ہیں۔ جس کے نمونے آپ کی بعثت کے اعلان سے پہلے کے ادوار اور بعد کے ادوار میں ملتے ہیں۔

الف) بعثت سے پہلے آپ کے وحدت آفرین نمونے۔

آپ ﷺ کی بعثت سے پہلے عرب کا معاشرہ مختلف مشکلات کا سامنا کر رہا تھا۔ قبیلوں کے درمیان سالوں سال ایک چھوٹی سی بات پر ایک دوسرے کا خون بہایا جاتا تھا۔ امن و سکون، باہمی اخوت اور محبت جیسی خصلتوں سے عاری تھا۔ ہر شخص ہمہ وقت تلواروں سے مسلح رہتا تھا۔ قتل وغارت گری میں اپنی مثال آپ تھا۔ یہاں تک کہ قتل کرنا ان کی فطرت ثانیہ بن چکا تھا۔ اس دور میں پیغمبر اکرم ﷺ جسے خدا نے رحمت اللعالمین بنا کر بھیجا، اپنی بچپن سے محبت، صداقت، اتحاد وحدت جیسی انسانی جبلی خصلتوں سے اس مردے معاشرے کی تربیت کا آغاز کیا۔ آپ ﷺ نے اعلان رسالت سے پہلے ہی ایسے اقدامات انجام دیئے جن کی وجہ سے اس معاشرے کے درندے صفت افراد ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ وحدت کے انہی اقدامات میں سے دو کا ذکر کرنا انتہائی مناسب ہے۔

1۔ حلف الفضول

جہالت کی تاریکیوں اور گمراہوں میں بھٹکا ہوا، مختلف جرائم اور لاقانونیت کے دھلدل میں پھسا ہوا عرب کا وہ معاشرہ جہاں بشریت کی نجات کا کوئی امکان نظر نہیں آرہا تھا وہاں محمد بن عبداللہ ﷺ رحمت الٰہی کا ایک ستارہ بن کر چمکا۔ جن کی تدبیر اور حکمت عملی کی وجہ سے ہی یہ ممکن ہوا کہ اس دور کے وہ لوگ جن کا ہاتھ ہمیشہ ناحق خون سے سرخ ہوتا تھا اب انہی ہاتھوں سے امن و سلامتی کا پرچم بلند ہونے لگا۔

اگرچہ عرب قبائل میں سب جنگجو نہیں تھے بلکہ ان میں بہت سارے افراد ایسے بھی تھے جو قتل وغارت اور ظلم وجور سے متنفر تھے اور امن پسند تھے لیکن معاشرے میں ان کا مقام اور حیثیت نہیں تھی جس کی وجہ سے وہ بھی قتل وغارت کا نشانہ اور ہدف بن رہے تھے۔ حلف الفضول اس بات کی تاریخی شاہد ہے کہ جہاں حضور اکرم ﷺ کیساتھ اور بھی لوگ امن وسلامتی کا ایک تاریخی انجمن کی سنگ بنیاد رکھنے میں کامیاب ہوئے۔[14]

حلف الفضول ایک پیمان اور معاہدہ کا نام ہے جو پاک طینت اور فطرت سلیمہ کے حامل کچھ افراد نے عبد اللہ بن جدعان کے گھر باندھا لیا تھا۔ عبد اللہ بن جدعان نہایت شرافت کے مالک تھے اسی معاہدہ میں سرکار دو عالم ﷺ نے بھی شرکت کی تھی ۔ جبکہ اس وقت آپ کا سن مبارک تیرہ یا چودہ سال تھا۔ معاہدہ میں اس بات پر اتفاق کیا تھا کہ مکہ مکرمہ میں کسی پر بھی ظلم ہو تو اس کا ساتھ دیں گے اور مظلوم کے ظلم کا جبران بھی کریں گے تا کہ مکہ میں امن کی فضا برقرار رہے۔[15]

مظلوموں کی حمایت میں ہونے والی اس وحدت اور اتفاق کو حلف الفضول کہا جاتا ہے۔ عربی زبان میں "حلف" قسم کو کہا جاتا ہے۔ اس معاہدہ میں شرکت کرنے والے تین افراد، فضل بن حارث، فضل بن وداعہ، فضیل بن فضالہ، کا نام فضل تھا۔ اسی وجہ سے یہ پیمان تاریخ میں حلف فضول سے جانا جاتا ہے۔[16]

پیغمبر مکرم ﷺ نہ صرف اس پیمان میں شریک ہوئے بلکہ اس کا عملی پاسداری کا مظاہرہ بھی کیا ہے صاحب تفسیر المنار دور جاہلیت میں انجام پانے والے اچھے امور کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں "و من أعمال الحسنة حلف الفضول لمنع الظلم و قد مدخه النبي (ص) بعد الاسلام لانه من الامر بالقسط بسائق العقل و سلامة الفطرة."[17] دور جاہلیت میں انجام پانے والے اچھے اقدامات میں

سے ایک حلف فضول ہے جو ظلم وبربریت کو روکنے کے لیے عہد وپیمان کیا گیا تھا۔ پیغمبر اکرم ﷺ نے اسلام کی آمد کے بعد اس پیمان کی مدح اور تمجید بھی کی ہے۔ کیونکہ وہ پیمان عدل و انصاف پر مبتنی تھا جس کو عقل سلیم اور انسانی فطرت بھی تقاضا کرتی ہے۔

در حقیقت یہ پیمان وہ وحدت انسانی کا نام ہے جس نے انسان کی انسانیت کو ایسے دور میں نجات دی۔ جہاں انسانیت نامی کوئی تصور نہیں پایا جاتا تھا بلکہ انسانیت ہر طرح کی ناانصافیوں، جہالتوں، ظلم وبربریت کی تاریکیوں کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں بھٹک رہی تھی۔ اسی لیے پیامبر اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اسلام کی آمد کے بعد اس انسانی وحدت کی توصیف فرمائی۔ شهدت في دار عبد الله بن جدعان حلفا لو دعيت إلى مثله في الإسلام لأجبت[18] میں نے عبداللہ بن جدعان کے گھر میں حلف اٹھایا ہے۔ اگر مجھے اسلام میں اس جیسی حلف برداری کی طرف بلایا جائے تو میں اسے تسلیم کروں گا۔

2۔ حجر اسود کی تنصیب اور حضور اکرم ﷺ کے وحدت واتحاد کا نظریہ

دور جاہلیت میں بھی حجر اسود کی حرمت اور تقدس کا تصور تھا۔ جب خانہ کعبہ کی تعمیر ہونے لگی اور حجر اسود کو نصب کرنے کا موقع آیا تو قریش کے مابین بہت بڑا اختلاف ہوا۔ ہر قبیلہ یہی چاہتا تھا کہ حجر اسود کو وہ خود ہی نصب کرے اور یہ افتخار اپنے قبیلہ کے نام ہمیشہ کے لیے درج کیا جائے۔ کئی دنوں تک چی میگوئیاں ہوتی رہیں مگر اس تنازعہ کا کوئی راہ حل نہیں مل رہا تھا۔ ادھر سے حالات کی کشیدگی روز بہ روز بڑھ رہی تھی۔ حالات کی نزاکت کو پیش نظر رکھتے ہوئے قریش کے سب سے زیادہ عمر رسیدہ ابو امیہ کی تجویز کو قریش کے باقی بزرگوں نے قبول کیا کہ کل صبح سب سے پہلے جو کعبہ میں داخل ہو گا وہی حجر اسود

کو نصب کرے گا۔ چاہیے وہ جس قبیلہ سے تعلق رکھے۔ اگلی صبح سب سے پہلے پیغمبر اسلام ﷺ کعبہ میں داخل ہوئے تو سب راضی ہوگئے کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حجر اسود کو نصب کیا جائے ۔لیکن پیغمبر اسلام ﷺ نے خود حجر اسود کو اکیلا نصب کرنے کے بجائے ایک ایسا تاریخی مشورہ دیا۔ جس پر سب متفق ہوئے اور بہت خوش بھی ہوگئے اور بہت ساری داد بھی دی، آپ ﷺ نے ایک چادر بچھا کر اس پر حجر اسود کو رکھ دیا پھر چاروں کونوں سے سب کو اٹھانے کا حکم دیا، یہاں تک کہ مطلوبہ بلندی پر پہنچایا تو آپ نے اپنے دست مبارک سے نصب کیا۔ اس طرح ہر قبیلہ کو حجر اسود کی تنصیب کا شرف حاصل ہوا اور تنازعہ بھی باہمی وحدت سے حل ہوا۔[19]

ب) بعثت کے بعد کے ادوار کے وحدت آفرین نمونے

پیغمبر ﷺ کی سن مبارک جب چالیس سال کو پہنچا تو اللہ تعالی نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو بنی نوع انسان کی ہدایت کے لیے انتخاب کیا۔ وحی کا سلسلہ باقاعدہ آغاز ہوا اور وحی کی ابتدائی غار حرا سے ہوئی ۔ اس کے بعد تین سال مخفیانہ دین کی تبلیغ و ترویج کرتے رہے۔ دعوت ذوالعشیرہ کے بعد آپ ﷺ نے اپنی رسالت کا اعلان کیا اور لوگوں کو شرک اور بت پرستی کو چھوڑ کر توحید پرستی کی دعوت دینے لگے جو در حقیقت وحدت کی طرف دعوت تھی یعنی کلمہ توحید کے سایہ تلے اکٹھے ہو جائیں۔ توحید کی جانب دعوت در حقیقت لوگوں کو فکری، عملی،، اعتقادی، سیاسی، سماجی اور ہر جہت سے ایک سمت پر گامزن رکھنا ہے جس کو موحدانہ زندگی سے تعبیر کی جاسکتی ہے۔

پیغمبر ﷺ کا وحدانیت کی طرف دعوت دینا، وحدت کی طرف دعوت دینے کے مترادف ہے۔ لہذا پیغمبر ﷺ کا وحدت کے لیے کئے جانے والی جدجہد کو دو طرح سے بیان کیا جا سکتا ہے۔(1۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین وحدت 2۔ مسلمانوں کی باہمی وحدت)

1۔ مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین وحدت

پیغمبر اکرم ﷺ کے نزدیک وحدت خود ایک موضوعیت رکھتی ہے۔ اس لیے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی سیرت طیبہ میں بہت سارے وحدت آفرین نمونے ملتے ہیں۔ جن میں مسلمانوں اور غیر مسلموں کے مابین ہونے والی وحدت کے نمونے بھی ہیں۔ ان میں سے کچھ مندرجہ ذیل ہیں۔

الف) مدینے کے یہودیوں اور مشرکوں سے وحدت کا عہد وپیان (میثاق مدینہ)

مکہ کے مشرکوں نے پیامبر اکرم ﷺ کو ہر طرح کی ازیتین دینے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھا یہاں تک کہ آپ ﷺ مکہ چھوڑ کر مدینے کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہوا۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور وہاں سکونت اختیار کیا۔ آپ ﷺ کے اصحاب بھی آہستہ آہستہ مکہ چھوڑ کر مدینہ آئے۔ اس وقت مدینہ میں مشرکوں کے علاوہ یہودیوں کی بھی اچھی تعداد زندگی گزار رہی تھی۔ مدینہ میں یہودیوں اور مشرکوں کے علاوہ مسلمانوں کی بھی اچھی تعداد زندگی گزارنے لگی۔ یہ تین مختلف عقائد کے حامل افراد سماجی اور اجتماعی مسائل میں ایک دوسرے سے ارتباط رکھنے پر مجبور تھے۔ لہذا ان کا کسی بھی وقت کسی بڑے تنازعہ کا شکار ہونا طبیعی تھا۔ یوں مدینہ داخلی اور بیرونی مشکلات کا سامنا کر رہا تھا جبکہ مدینہ ایسے حالات کا ہر گز متحمل نہیں ہو سکتا تھا۔

پیامبر اکرم ﷺ نے مدینہ کی حالت کی نزاکت کے پیش نظر مسلمانوں کے درمیاں پیمان اخوت باندھا ۔ پھر داخلی اور خارجی مشکلات کے پیش نظر آپ نے مدینہ کے تین بڑے قبیلہ "بنی قینقاع"، "بنی نضیر"، "بنی قریظہ" کیساتھ وحدت اور اتفاق کا معاہدہ کیا۔ جو تاریخ میں میثاق مدینہ سے جانا جاتا ہے۔

معاہدہ میں جن نکات پر وحدت اور ہمبستگی کا دسخط ہوا وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

1۔ معاہدہ پر دسخط کرنے والے تمام افراد مدینہ میں سب ایک ملت کی طرح زندگی بسر کریں گے۔

2۔ معاہدہ کے دونوں فریقین اپنی مذہبی رسومات کے بجالانے میں مکمل آزاد ہیں۔

3۔ مدینہ میں ہر طرح کے قتل و کشتار حرام ہے۔ اگر مدینہ پر کہیں سے کوئی حملہ ہو گا تو سب مل کر دفاع کیا جائے گا۔ فریقین میں سے کسی گروہ پر تھاجم یا حملے کی صورت میں تو دوسرا فریق اس کی مدد کی جائے گی۔

4۔ اندرونی مسائل اور اختلافات کو حل کرنے کے لیے خدا اور محمد ﷺ کی طرف رجوع کیا جائے گا۔[20]

5۔ مسلمان اور یہود آپس میں امن و آشتی سے رہیں گے۔ کوئی ایک دوسرے پر ظلم وزیادتی نہیں کرے گا۔ ان کے تعلقات خیر خواہی اور فائدہ رسانی کی بنیاد پر ہوں گے۔

6۔ قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔

7۔ یہود اپنے جھگڑوں کا اپنی شریعت کے مطابق خود ہی فیصلہ کریں گے۔ ہاں اگر وہ چاہیں تو اپنے مقدمات رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے پاس فیصلہ کے لیے لاسکتے ہیں۔ اس صورت میں آپ کا کیا ہوا فیصلہ ان پر نافذ العمل ہو گا۔

8۔ کوئی آدمی اپنے حریف کی وجہ سے مجرم نہ ٹھہرے گا۔[21]

اگرچہ مدینہ میں مسلمانوں کے آپس برادری کا پیمان باندھ لیا تھا لیکن پھر بھی شہر مدینہ کی سلامتی اور امنیت خطرے میں تھی۔ کیونکہ ایک طرف سے مدینہ کے تین بڑے قبیلے (یہودیوں) سے مسلمانوں کا ٹکڑاو ممکن تھا، دوسری طرف تمام مدینے میں رہنے والوں پر بالخصوص مسلمانوں پر بیرونی حملے اور مدینے کے اندرونی مسائل میں بیرونی مداخلت کا خدشہ اپنی جگہ باقی تھا۔ لیکن حضور اکرم ﷺ کی دور اندیشی کی بناء یہودیوں اور مسلمانوں کے مابین ایک وحدت قائم ہوئی جس سے شہر مدینہ ممکنہ خطرات سے محفوظ رہا۔ اس وحدت کا فائدہ صرف ممکنہ خطرات کا سدباب نہیں بلکہ طبق پیمان پیغمبر اکرم ﷺ کی شخصیت کو ایک مرکزیت حاصل ہوئی جس سے مسلمانوں کی ظاہری حیثیت میں اضافہ بھی ہوا۔

ب) مسیحیت کو وحدت کی دعوت۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے نجران کے مسیحیوں کے لیے بہت ساری دلائل بیان فرمائی پھر بھی وہ قانع نہیں ہوئے تو آپ نے انہیں مباہلہ کی دعوت دی۔ وہ لوگ مقررہ وقت پر مباہلہ کے لیے حاضر ہو گئے لیکن مباہلہ کے بجائے مسلمانوں کو جزیہ دینے پر راضی ہو گئے۔ پیغمبر اکرم (ﷺ نے ان لوگوں کا ایمان لانے کی آرزو کیا تو خداوند عالم کی جانب سے یہ آیہ نازل ہوئی۔[22] " قُلْ يا أَهْلَ الْكِتابِ تَعالَوْا إِلى‏ كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَ بَيْنَكُمْ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ وَ لا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَ لا يَتَّخِذَ بَعْضُنا بَعْضاً أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ[23] آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! ایسی انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔

اس آیہ کریمہ میں اللہ تعالی اپنے حبیب کو وحدت کی دعوت دینے کا حکم دے رہا ہے۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ادیان یا مذاہب میں وحدت کی گنجائش ہے۔ ملتوں کے مابین ، ادیان کے مابین اور مذاہب اسلامی کے مابین وحدت کا تصور ، قرآنی نظریہ ہے۔ کیونکہ مسیحیوں اور مسلمانوں کی تعلیمات میں کافی فرق ہونے کے باوجود آیہ کریمہ میں ان کی وحدت کی بات ہو رہی ہے۔ وحدت کا ہر گز یہ معنی نہیں کہ وہ ایک دوسرے کے دین کو قبول کرے اور اپنے دین سے دستبردار ہو جاے بلکہ وحدت ادیان یا وحدت مذاہب کا معنی یہ ہے وہ اپنے مشترکہ اعتقاد کو تقویت دیتے ہوئے مشترکہ دشمن کا مقابلہ کرے اور ایک دوسرے کے قریب رہے۔

اس آیہ میں وحدت کا معیار " کلمۃ سواء" کو قرار دیا ہے اور اس کی وضاحت اسی آیہ میں بھی بیان کیا گیا ہے۔

1۔ أَلاَّ نَعْبُدَ إِلاَّ اللَّهَ- ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔

2۔ وَ لا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً- اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بنائیں

3- وَ لا يَتَّخِذَ بَعْضُنا بَعْضاً أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ- للہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب نہ بنائیں۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے اس آیہ کے نازل ہونے کے بعد اس دور کے مختلف بادشاہوں کو اسلام قبول کرنے سے متعلق خطوط لکھے اور ان خطوط میں اسی آیہ کریمہ کو بھی تحریر کیا ہے۔ نمونے کے طور پر دو خطوط کا متن ملاحظہ فرمائیں۔

1- مقوقس کے نام خط (وہ روم کے بادشاہ، ہرقل کی جانب سے مصر کا حاکم تھا)

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم- من مُحَمَّد بن عبد اللّٰہ الی المقوقس عظیم القبط، سلام علی من اتبع الھدی، اما بعد فانی ادعوك بدعایة الاسلام، اسلم تسلم، یؤتك اللّٰہ اجرك مرتین، فان تولیت فانما علیك اثم القبط" یا أَهْلَ الْكِتابِ تَعالَوْا إِلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَ لا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَ لا يَتَّخِذَ بَعْضُنا بَعْضاً أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ"

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے والا ہے۔ محمد بن عبد اللہ ﷺ کی طرف سے مقوقس کے لیے جو قبطیوں کے سردار ہیں۔ حق کے پیروکاروں پر درود و سلام ہو، اس کے بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتا ہوں اللہ تعالیٰ تمھارے لیے دو اجر دے گا۔ اگر اسلام قبول نہ کرے تو قبطیوں کا گناہ بھی تم پر ہے۔ آپ کہہ دیجئے کہ اے اہل کتاب! انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں ۔[24]

2-روم کے بادشاہ کے نام خط

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم من مُحَمَّد بن عبد اللّٰہ الی ھرقل عظیم الروم سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فانی ادعوك بدعایة الاسلام اسلم تسلم یؤتك اللّٰہ اجرك مرتین فان تولیت فانما علیك اثم الاریسین" یا أَهْلَ الْكِتابِ تَعالَوْا إِلى كَلِمَةٍ سَواءٍ بَيْنَنا وَ بَيْنَكُمْ أَلَّا نَعْبُدَ إِلَّا اللَّهَ وَ لا نُشْرِكَ بِهِ شَيْئاً وَ لا يَتَّخِذَ بَعْضُنا بَعْضاً أَرْباباً مِنْ دُونِ اللَّهِ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَقُولُوا اشْهَدُوا بِأَنَّا مُسْلِمُونَ

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو نہایت مہربان بڑا رحم کرنے ولا ہے۔ محمد بن عبد اللہ ﷺ طرف سے ہرقل کے لیے جو رومیوں کے سردار ہے۔ حق کے پیروکاروں پر درود و سلام ہو، اس کے بعد، میں تمہیں اسلام کی طرف دعوت دیتاہوں اللہ تعالیٰ تمھارے لیے دو اجر دے گا۔ اگر اسلام قبول نہ کرے تو رومیوں کا گناہ بھی تم پر ہے۔ آپ کہہ دیجیئے کہ اے اہل کتاب! انصاف والی بات کی طرف آؤ جو ہم میں تم میں برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں نہ اس کے ساتھ کسی کو شریک بنائیں نہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر آپس میں ایک دوسرے کو ہی رب بنائیں پس اگر وہ منہ پھیر لیں تو تم کہہ دو کہ گواہ رہو ہم تو مسلمان ہیں۔[25]

ان خطوط کو پیغمبر اکرم ﷺ نے ساتھویں ہجری میں لکھا ہے۔ اس وقت حکومت اسلامی کا دائرہ حجاز کے افق پر مکمل چھاگئی تھی آپ نے ان خطوط کے ذریعہ ایران، روم، حبشہ، مصر، اسکندریہ، شام اور یمامہ کے حکمرانوں کو اسلام کی دعوت تھی جو در حقیقت ایک نکتہ فکر کی طرف دعوت ہے۔ یہی وحدت اور اتحاد ہی بنی نوع انسان کی نجات کا راستہ ہے۔ وہ راستہ کلمہ توحید پر اعتقاد اور اسی کے مطابق زندگی بسر کرنا ہے۔

ان خطوط کا مثبت نتیجہ بھی سامنہ آیا مثلاً حبشے کے بادشاہ (نجاشی) نے اسلام قبول کیا۔ انجیل میں پیغمبر ﷺ کی آمد کی خوشخبری کا ذکر کرکے آپ کے ہم رکابی کی تمنا بھی کی۔ اسی طرح مصر کے پادشاہ(مقوقس) نے اگرچہ اسلام قبول نہیں کیا لیکن نہایت ادب و احترام سے پیغمبر اکرم ﷺ کے خط کا جواب دیا اور ساتھ تحفہ تحائف بھی بھیجا جن میں جناب ماریہ قبطیہ بھی شامل تھی جن سے جناب ابراہیم کی ولادت ہوئی۔ اسی طرح ایران کے بادشاہ نے بھی دو آدمی کو پیغمبر اکرم ﷺ سے متعلق تحقیق کے

لیے بھیجا اگرچہ اس نے پیغمبر اکرم ﷺ کے خط کو ٹکڑا کر دیا تھا۔ لیکن پھر بھی یمن کے حاکم کے توسط سے پیغمبر ﷺ سے آشنائی حاصل کرنے کا حکم دیا۔ [26]

ج) اوس و خزرج کے مابین وحدت

اوس و خزرج یہ دو قبیلہ بھی مدینہ میں رہتے تھے اسلام کی آمد سے پہلے ان کے مابین سالوں سال کی دشمنیاں پائی جاتی تھیں اگرچہ ان دونوں قبیلہ کے باپ اوس و خزرج سگے بھائی تھے ان کے والد کا نام حارث بن ثعلبہ تھا[27] اور ان کی ماں کا نام قیلہ بنت جفنہ تھا[28] خزرج کے پانچ بیٹے تھے جبکہ اوس کا ایک بیٹا تھا اسی وجہ سے خزرج کے قبیلہ کی تعداد اوس والوں سے زیادہ تھی۔ تعداد کی کمی کے سبب اوس کے قبیلے والوں کی ملامت اور سرزنش کی جاتی تھی۔ [29]

ان دو قبیلوں میں سالوں سال سے دشمنی چلی آرہی تھی۔ ان کی دشمنی ضرب المثل بن گئی تھی۔ تمام پیغمبروں کا یہی طریقہ ہے کہ لوگوں کو عقیدے اور عمل کے سایہ میں وحدت کی طرف دعوت دیتے ہیں پیامبر خاتم ﷺ نے بھی مدینہ پہنچتے ہی لوگوں کو توحید کی طرف دعوت دی اور ان دونوں قبیلے کے افراد تن و من سے اسلام قبول کیا۔ جس کے نتیجہ میں ان دونوں قبیلے کو انصار پیغمبر ﷺ بننے کا شرف حاصل ہوا۔ اسلام کی برکت سے ان کی دیرینہ دشمنی بھی محبت و مودت اور بھائی چارگی میں تبدیل ہو گئی۔

ان دونوں قب ی لہ ک ی دشمن ی ک ی انتہا اور پ ی غمبر ﷺ کا ان ک ی وحدت اور اتفاق م ی ں ک ی ا کردار رہا اس واقعہ سے اس کا اندازہ بخوب ی ک ی ا جاسکتا ہے - جب جنگ بدر م ی ں مسلمانوں کو شاندار فتح نص ی ب ہوئ ی تو ی ہود مد ی نہ کو اس بات سے سخت صدمہ پہنچا- ای ک بڑھے ی ہودی شماس بن ق ی س نے اس مص ی بت کا ی ہ حل

سوچا کہ اوس و خزرج م‌ی‌ں از سر نو جنگ بپا کردی جائے۔ اس مقصد کے لئے اس نے ای‌ک نوجوان ی‌ہودی کو ت‌ی‌ار ک‌ی‌ا کہ انصار ک‌ی مجالس م‌ی‌ں جاکر جنگ بعاث کا ذکر چھ‌ی‌ڑ دے اور اس سلسلہ م‌ی‌ں اوس و خزرج ک‌ی طرف سے جو اشعار کہے گئے تھے انہ‌ی‌ں پڑھ پڑھ کر سنائے اور جاہل‌ی عصب‌ی‌ت کو ہوا دے۔ جب اس ی‌ہودی نے ی‌ہ اشعار پڑھے تو فوراً اوس اور خزرج کے جاہل‌ی دور کے معاندانہ جذبات بھڑک اٹھے تو تو، م‌ی‌ں م‌ی‌ں شروع ہوگ‌ئ‌ی اور نوبت ی‌ہاں تک جا رس‌ی‌د کہ ای‌ک فری‌ق دوسرے سے کہنے لگا : اگر تم چاہو تو ہم پھر اس جنگ کو جوان کرکے نمٹادی‌ں۔ پھر ہتھ‌ی‌ار ک‌ی آوازی‌ں آنے لگ‌ی‌ں اور قری‌ب تھا کہ ای‌ک خوفناک جنگ چھڑ جات‌ی۔رسول اللہ ﷺ کو اس واقعہ ک‌ی خبر دی گ‌ئ‌ی تو آپ چند مہاجری‌ن کو ساتھ لے کر فوراً موقعہ پر پہنچ گئے اور فرمای‌ا : مسلمانو! م‌ی‌ری موجودگ‌ی م‌ی‌ں جاہل‌ی‌ت ک‌ی ی‌ہ پکار! اللہ تعال‌یٰ نے تمہ‌ی‌ں اسلام ک‌ی طرف ہدای‌ت دی اور تمہارے دلوں کو جوڑ دی‌ا۔ پھر اب ی‌ہ ک‌ی‌ا ماجرا ہے؟ اس وقت ان لوگوں کو معلوم ہوا کہ وہ کس طرح ش‌ی‌طان‌ی جال م‌ی‌ں پھنس چکے تھے۔ ان ک‌ی آنکھ‌ی‌ں کھل گ‌ئ‌ی‌ں پھر اوس و خزرج کے لوگ آپس م‌ی‌ں گلے ملنے اور رونے لگے۔[30]

پ‌ی‌غمبر اکرم ﷺ ک‌ی حکمت عمل‌ی اور اسلام‌ی پاک‌ی‌زہ تعل‌ی‌مات کا نت‌ی‌جہ تھا کہ کل تک ی‌ہ دو قب‌ی‌لے ک‌ی‌نہ و بغض اور دشمن‌ی‌وں سے ای‌ک دوسرے کا دست گری‌بان تھے۔ اب بھائ‌ی بھائ‌ی بن گئے۔ نفرت‌ی‌ں اور کدورت‌ی‌ں اب الفت و

محبت م ی ں بدل گ ئ ی ں- جان ی دشمن اب بھائ ی بن کر جان قربان کرنے لگے- اس ی ل ی ے پ ی امبر ﷺ نے جنگ حن ی ن ک ی غن ی مت تقس ی م کرتے وقت انصار سے مخاطب ہوکر فرمای ا:

يا مَعْشَرَ الْأَنْصَارِ،أَلَمْ أَجِدْكُمْ ضُلَّالًا فَهَدَاكُمُ اللهُ بِيْ ؟وَعَالَةً فَأَغْنَاكُمُ اللهُ بِيْ ؟ وَمُتَفَرِّقِيْنَ فَجَمَعَكُمُ اللهُ بِيْ ؟ [31] اے گروہ انصار!کیا میں نے تم کو گمراہ نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمھیں ہدایت نصیب فرمائی! کیا میں تمھیں محتاج وضرورت مند نہ پایا تھا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے زریعے تمھیں بے نیاز کر دیا!کیا میں تمھیں منتشر نہیں پایا تھا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے میرے ذریعے تمھیں متحد کر دیا۔

2- حضور اکرم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا مسلمانوں کے ماب ی ن وحدت آفر ی ن نمونے-

جہاں قرآن وسنت وحدت واتفاق کی افادیت اور اس کی اہمیت کا درس دیتے ہیں وہاں عقل سلیم بھی اس کی تاکید کرتی ہے۔ اسلام وہ آفاقی دین ہے جو مختلف ملتوں اور مختلف ادیان سے لیکر ایک چھوٹے خاندان تک کے لیے وحدت کا پیغام اور دعوت دیتا ہے۔ تو یقینا خود مسلمانوں کے مابین بھی وحدت اور ہمبستگی کا بھی انتظام کیا ہو گا۔ پیغمبر اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں بہت سارے ایسے واقعات ہیں جن میں آپ نے مسلمانوں کے درمیان وحدت پیدا کرنے یا وحدت کے توازن کو برقرار رکھنے میں کلیدی کرار ادا کیا ہے۔ بعثت کے بعد، شعب ابی طالب کے کٹھن زمانہ سے لیکر آپ کی آخری سانسوں تک آپ کی یہی کوشش رہی ہے کہ مسلمانوں کے درمیان ہر طرح اختلاف پھوٹ نہ پڑے۔

پیمان اخوت

دو مرد آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنے کو عقد اخوت یا پیمان اخوت کہا جاتا ہے۔ یہ دونوں آپس میں سگے بھائیوں کی طرح ایک دوسرے کا بھائی بن جاتا ہے۔ صدر اسلام میں یہ نافذ العمل تھا۔ اس عقد کے مطابق بھائیوں جیسے حقوق کے مستحق ہو جاتے ہیں یہاں تک کہ صدر اسلام میں ایک دوسرے سے وراثت بھی ملتی تھی۔ لیکن ایک دوسرے کے محارم خواتین محرم نہیں ہو سکتی تھی۔ تاریخ اسلام کا جب مطالعے کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ رحمت للعالمین ﷺ نے اپنی حیات طیبہ میں دو مرتبہ عمومی سطح پر یہ پیمان اخوت کا عمل انجام دیا ہے جس کا اصلی ہدف مسلمانوں کو توحید کے پرچم تلے متحد رکھنا تھا۔32

مؤاخات اولی ہ ی ا مؤاخات مک ی۔

مسلمانوں کو اوائل اسلام میں باہمی وحدت اور پیوستگی کی اشد ضرورت تھی۔ اسی لیے پیغمبر اکرم ﷺ نے مکہ کے دور میں ہی مسلمانوں کے درمیان برادری کا تصور ایجاد کیا اور ان کو ایک دوسرے بھائی بھائی قرار دیا تھا۔[33] جسے مؤاخات اولیہ یا مؤاخات مکی کہا جاتا ہے۔ البتہ اس مؤاخات سے کچھ مورخین انکار کرتے ہیں۔ مؤاخات مکی میں اٹھارہ افراد کے مابین عقد اخوت قرار پایا تھا۔ بلاذری کی کتاب انساب الاشراف، ابن سید الناس کی کتاب السیرۃ النبویہ وغیرہ میں ان اٹھارہ افراد کا نام بھی بیان ہوا ہے۔[34]

مؤاخات ثانی ہ ی ا مؤاخات مدنی۔ م ی ثاق مدی ہ

جب آپ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ پہنچے تو باہمی وحدت کی مزید اشد ضرورت ہوئی۔ کیونکہ مہاجرین کا تعلق مکہ سے تھے۔ جبکہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے انصار کا تعلق مدینہ سے تھے۔ پہلے مسلمانوں کا دشمن صرف مکہ کے مشرکین تھے اب مدینہ کے یہودیوں کی دشمنی کا بھی احتمال تھا۔ ان احتمالی خطرات کے

علاوہ مسلمانوں کی اقتصادی اور اجتماعی حالات کے پیش نظر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مہاجرین اور انصار کے مابین اخوت کا پیمان باندھا۔ جو تاریخ میں پیمان اخوت یا عقد اخوت اور میثاق مدینہ سے مشہور ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ نے مدینہ میں ابتدائی فرصت میں جن اقدامات کو سب سے پہلے انجام دیا ان میں سے ایک اہم اقدام مہاجرین اور انصار کے مابین عقد اخوت کے انجام دینے کا قدم ہے۔ آپ ﷺ اصحاب کرام کو اکھٹا کیا اور ان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: تآخوا فی الله أخوين أخوين، ثم أخذ بيد علي بن أبي طالب، فقال: هذا آخي.[35] اللہ کی راہ میں دو دو کر کے آپس میں بھائی بھائی بن جائے پھر آپ نے حضرت علیؑ کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا یہ میرا بھائی ہے۔

پیغمبر اکرم ﷺ کے اس حکیمانہ اقدام نے مہاجرین اور انصار کو جن کا رہن سہن، طرز تفکر مختلف تھا، ایک سمت کی طرف لایا۔ جس سے نہ صرف مسلمانوں کے درمیان وحدت کی فضا وجود میں آئی بلکہ وہ مہاجرین جو رسول مکرم ﷺ کا ساتھ دیکر اپنا سب کچھ مکہ چھوڑ کر مدینے آئے تھے ان کے اقتصادی معاملات میں بھی سہارا ملا۔ اس پیمان کی وجہ سے مہاجرین اور انصار میں مزید ہمدردی اور محبت پیدا ہو گئی۔ بھائی بھائی کی طرح زندگی کرنے لگے۔ یہاں تک بعض مہاجرین کو اپنے بھائیوں کی طرح گھروں میں بٹھانے لگے۔ ایک دوسرے کو وراثت سے حصہ دئے جانے لگے۔ قرآن نے اس حکم کو نسخ کیا اور وارثت کو رشتہ داروں کی حد تک محدود رکھا۔[36]

حضرت عبد اللہ بن عمر کہتے ہیں: پیغمبر ﷺ نے تمام اصحاب کے مابین عقد اخوت جاری کیا۔ ہر ایک کو دوسرے کا بھائی بنایا۔ اتنے میں حضرت علیؑ بن ابی طالب آنکھوں سے آنسو بہاتے آئے اور فرمایا: اے خدا کے رسول ﷺ آپ نے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بھائی بنایا لیکن میرے لیے کسی کا بھائی انتخاب نہیں کیا۔ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: اے علیؑ آپ دنیا اور آخرت دونوں میں میرا بھائی ہے۔[37]

نتائج

مذکورہ موضوع سے متعلق تحقیق کرنے سے جن نتیجے کا حصول ممکن ہے اس کا ماحصل یہ ہے۔

اسلامی تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم وحدت انسانی، وحدت ملت اور وحدت اسلامی ہے۔ اسی لیے قرآن کی تعلیمات اور پیغمبر ﷺ کی سنت میں وحدت کی ضرورت پر شدت سے تاکید ہوئی ہے۔ وحدت کا مطلب ہرگز یہ نہیں ہے کہ انسان اپنے عقیدے سے دست بردار ہو جائے بلکہ وحدت، مشترکہ مفاد، مشترکہ عقائد اور مشترکہ مسائل پر ہوتی چنانچہ پیغمبر ﷺ نے مدینہ کے یہودیوں اور مشرکوں سے اسی بنیاد پر وحدت کی دعوت دی۔

کسی قوم اور ملت کی ترقی کے لیے اجتماعی اور سماجی زندگی میں وحدت کا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ تاریخ سے یہ ثابت ہے جس قوم و ملت میں وحدت تھی وہ ہر میدان میں کامیاب رہی ہے اور جو قوم و ملت اختلافات اور انتشارات کا شکار ہوئی وہی ان کی نابودی کا سبب بنی ہے۔

حوالہ جات

1 ۔ راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفرادت الفاظ قرآن، دار الشامیہ، بیروت، 1412 ھ ق، قرشی بنابی، علی اکبر، قاموس قران، دار الکتب
2۔ جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح، دار العلم للملایین، بیروت، 1984ءج6، ص547۔
3 الحسینی، سید علی بن احمد، الطراز الاول والکناز لماعلیہ من لغۃ العرب المعول، مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث، مشھد، 1442ھ ق، ج6، ص 312۔
4۔ محولہ بالا، ج6، ص 312۔
5۔ رازی، محمد، تفسیر کبیر، مفاتیح الغیب، دار الفکر، بیروت، 1414ھ ق، ج23، ص282۔
6 دہخدا، علی اکبر، لغت نامہ، سازمان مدیریت وبرنامہ ریزی، تہران، 1341ھ ش، ص232۔
7۔ القرآن:3/ 103
8۔ القرآن:23/ 52۔
9۔ القرآن:49/ 10۔
10 القرآن:48/ 29۔
11 میاں محمد جمیل، فسیر فہم القرآن، مکتبہ الشاملہ، 2005ء
12 القرآن:21/ 24۔
13 https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-junagarhi/tafseer-tarjuman-ul-quran/2526/
14۔ گیلانی، مولاناعبد الرحمن، نبی اکرم ص بحیثیت سپہ سالار، بی ج، بی تا، ص، 261۔
15 حفنی، عبدالمنعم، موسوعۃ القرآن العظیم، مکتبۃ مدبولي، قاھرہ، چاپ:1، 2004م، ج2، ص2376.
16 راغب اصفھانی، حسین بن محمد، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن باتفسیر لغوی و ادبی قرآن، مرتضوی، تھران، چاپ:1، 1369ہ.ش، ج3، ص 68۔.
17 رضا، محمد رشید، تفسیر القرآن الحکیم الشھیر بتفسیر المنار، المعرفۃ، بیروت، چاپ:1، 1414ہ.ق، ج8، ص145.
18 زحیلی، وھبہ، التفسیر المنیر في العقیدۃ والشریعۃ والمنھج، 32 جلد، دار الفکر- سوریہ- دمشق، چاپ:2، 1411ہ.ق، ج25، ص110 .
19 ۔ ابو محمد، عبد الملک بن ھشام، سیرہ ابن ھشام، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1375ھ ش، ج1، ص192۔
20۔ حلبی شافعی، علی بن برھان الدین، السیرۃ الحلبیۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بی تا، ج2، ص90۔
21۔ https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-junagarhi/tafseer-tayseer-ul-quran/1223/
22 فخر رازی، محمد بن عمر، التفسیر الکبیر (مفاتیح الغیب)، دار إحیاء التراث العربي، بیروت، 1420ہ.ق، ج8، ص251.
23 القرآن:3/ 64

24 مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، دار الکتب الإسلامیۃ، تھران، 1371ہ.ش، ج2، ص597.

25 مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، دار الکتب الإسلامیۃ، تھران، 1371ہ.ش، ج2، ص600.

26 محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، بی تا، ج1، ص258۔

27 ابن حزم، محمد بن علی، انساب العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1403ھ ق، ص232۔

28 مسعودی، علی بن حسین، التنبیہ والاشراف، قاھرہ، دار الصاوی، بی تا، ص174۔

29۔ مقریزی، تقی الدین، امتاع الاسماع، بما للنبی من الاحوال دار الکتب العلمیہ، 1420ھ ق، ج3، ص350۔

30 https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-junagarhi/tafseer-tayseer-ul-quran/4668

31 مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، مترجم: پروفیسر محمد یحیٰ سلطان محمود جلالپوری، دار السلام، لاہور، 2014ء، ص2446۔

32 العتبی، محمد بن عبد الجبار،، تاریخ یمینی، شرکت علمی و فرھنگی، تہران، 700ھ ق، ص395

33 مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسہ وفا، بیروت، 1403ھ ق، ج19، ص112۔

34 بلازری، احمد بن یحیٰ، انساب الاشراف، تحقیق: دکتر حمید اللہ، بیروت دار المعارف، بی تا، ج1، 270۔ ابن سید الناس، السیرۃ النبویہ، دار الحضارۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، 1986ء، ص264۔

35 ابیاری، ابراھیم، الموسوعۃ القرآنیۃ، موسسۃ سجل العرب، قاھرہ، چاپ: 1، 1405ہ.ق، ج1، ص 104 ۔ انساب الاشراف، احمد بن بلاذری، ج1 ص280۔ امام بن حنبل، مسند، ج1 ص230، بحار الانوار، ج28، ص271.

36۔ القرآن: 8/ 75

37 محب الدین طبری، أحمد بن عبد اللہ، ذخائر العقبی، قاھرہ، مکتبۃ القدسی، 1356ق، ص66۔

منابع و مآخذ

1. القرآن(ترجمہ: ترجمہ مکے، مولانا جونا گڑھی)
2. ابن حزم، محمد بن علی، انساب العرب، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1403ھ ق۔
3. ابن سید الناس، السیرۃ النبویہ، دار الحضارۃ للطباعۃ والنشر، بیروت، 1986ء
4. ابو محمد، عبد الملک بن ھشام، سیرہ ابن ھشام، دار احیاء التراث العربی، بیروت، 1375ھ ش۔
5. ابیاری، ابراھیم، الموسوعۃ القرآنیۃ، موسسۃ سجل العرب، قاھرہ، 1405ہ.ق۔
6. الحسینی، سید علی بن احمد، الطراز الاول والکناز لما علیہ من لغۃ العرب المعول، مؤسسہ آل البیت لاحیاء التراث، مشھد، 1442ھ ق۔
7. حلبی شافعی، علی بن برھان الدین، السیرۃ الحلبیۃ، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بی تا۔
8. دہخدا، علی اکبر، لغت نامہ، سازمان مدیریت وبرنامہ ریزی، تہران، 1341ھ ش۔
9. رازی، محمد، تفسیر کبیر، مفاتیح الغیب، دار الفکر، بیروت، 1414ھ ق۔
10. راغب اصفھانی، حسین بن محمد، ترجمہ و تحقیق مفردات الفاظ قرآن با تفسیر لغوی و ادبی قرآن، مرتضوی، تھران، چاپ: 1، 1369ہ.ش.
11. راغب اصفہانی، حسین بن محمد، مفرادت الفاظ قرآن، دار الشامیہ، بیروت، 1412ھ ق۔
12. رضا، محمد رشید، تفسیر القرآن الحکیم الشھیر تفسیر المنار، المعرفۃ، بیروت، 1414ہ.ق.
13. زحیلی، وھبہ، التفسیر المنیر في العقیدۃ والشریعۃ والمنھج، دار الفکر- سوریہ- دمشق، 1411ہ.ق.
14. الصحاح، جوہری، اسماعیل بن حماد، الصحاح، دار العلم للملایین، بیروت، 1984ء۔
15. العتبی، محمد بن عبد الجبار،، تاریخ یمینی، شرکت علمی وفرھنگی، تہران، 700ھ ق، ص395
16. قرشی بنابی، علی اکبر، قاموس قران، دار الکتب الاسلامیہ، تہران، 1371ھ ش۔
17. گیلانی، مولانا عبد الرحمن، نبی اکرم ﷺ بحیثیت سپہ سالار، بی ج، بی تا۔
18. مجلسی، محمد باقر، بحار الانوار، مؤسسہ وفا، بیروت، 1403ھ ق۔
19. محب الدین طبری، أحمد بن عبد اللہ، ذخائر العقبی، قاھرہ، مکتبۃ القدسی، 1356ق۔

20. محمد بن سعد، الطبقات الکبری، دار صادر، بیروت، بی تا۔
21. مسعودی، علی بن حسین، التنبیہ والاشراف، دار الصاوی، قاھرہ، بی تا۔
22. مسلم بن الحجاج، صحیح مسلم، مترجم: پروفیسر محمد یحیٰ سلطان محمود جلالپوری، دار السلام، لاہور، 2014ء۔
23. مقریزی، تقی الدین، امتاع الاسماع، بماللنبی من الاحوال، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1420ھ ق۔
24. مکارم شیرازی، ناصر، تفسیر نمونہ، دار الکتب الإسلامیۃ، تھران، 1371ھ ش.
25. میاں محمد جمیل، تفسیر فہم القرآن، مکتبہ الشاملہ، 2005ء۔
26. https://shamilaurdu.com/quran/tarjumah-junagarhi/tafseer-tayseer-ul-quran/4668